جلسہء میلاد النبی ﷺ

تاریخ : ۱۶ اپریل ۱۹۷۳ء

وقت : ساڑھے آٹھ بجے شب

مقام : ہال جامعہ اسلامیہ ، بہاولپور

• روداد

الل

عید
اہل
کی

میلا
تھا
تھے
دلیا
الدھ
تنویر
سے نک
سید ا
جہاں
ہمکنار
رضا
کو زن
کردار
وقار

الٰہی بخش جار اللہ

روداد

یہ ایک حسنِ اتفاق ہے اور نیک فال بھی کہ ہفتۂ آئین عین عیدِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موقع پر منایا گیا۔ اس طرح اہلِ پاکستان کے لیے دو مبارک موقعے بیک وقت جمع ہوگئے۔ اس سلسلے کی تقریبات میں جلسۂ میلاد النبی کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

چنانچہ جامعۂ اسلامیہ کے ہال میں ۱۶- اپریل کی شام کو جلسۂ میلاد النبی کا اہتمام کیا گیا۔ سامعین سے نہ صرف ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ گیلری میں بھی حاضرین نہایت بے چینی سے جلسے کے آغاز کے منتظر تھے تا کہ اس ذاتِ مبارک کا ذکرِ خیر سنیں جس کے ظہورِ قدسی نے دنیائے انسانیت کو جہالت و شرک اور کفر و بت پرستی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر آزادی، مساوات، توحید اور ایمان و یقین کی تنویرات سے مشرف فرمایا۔ جس نے انسانیت کو ذلّت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر اس زمین پر اللہ کے نائب ہونے کا مقام دلایا۔ جو فخر موجودات، سید الاولین و الآخرین، خاتم النبیین و المرسلین رحمةً للعالمین، سردار دو جہاں ہیں۔ جن کی تشریف آوری نے انسان کو ایسی عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار کیا جو انسانیت کے لیے اس دنیا میں رحمت کا موجب اور آخرت میں رضائے الٰہی اور قربِ خدا وندی کا باعث بنیں۔ جس کے آنے سے قلب و روح کو زندگی، ذہن اور شعور کو جلا، فکر و نظر کو وسعتیں اور اخلاق و کردار کو بلندیاں نصیب ہوئیں۔ وہ اس وقت آیا جب انسانیت شرف اور وقار کے معنی سے ناآشنا ہو چکی تھی پھر اس کی آمد سے غلامی کی زنجیریں

کٹ گئیں ، دستور و آئین کو وجود ملا ، اصول کو بالادستی اور قانون کو احترام نصیب ہوا ۔ خدا کی اس زمین پر غیراللہ کی سیادت ، عبادت اور خدائی کا فسوں یکسر باطل ٹھہرا ۔ انسانوں کو نفرت کے بجائے محبت و آشتی کا درس ملا ۔ بغاوت و الحاد کے بجائے تسلیم و رضا کی خو راس آئی ۔ جس نے انسانوں کو حرص و آز ، نفسانی خواہشات و جذبات اور سفلی احساسات و رجحانات سے نجات دلا کر خدا کے عالمگیر اصول و ضوابط سے روشناس کیا ۔ جس نے عدل و انصاف ، پاکیزگی و تقدس ، شفقت و محبت اور علم و عمل کی یکجائی کا لازوال درس دیا ۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آیا اور اپنے ساتھ ابدی پیغام لایا ۔ جس نے فرمایا :

> ''تم میرے وصال کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے ، جب تک تم خدا کے ابدی پیغام (قرآن) اور میری سیرت (طیّبہ) سے وابستہ رہو گے ۔''

اسی نورِ خداوندی ، بشیر و نذیر اور سراج منیر کے ذکرِ خیر کی تابانیوں سے اپنے دل کی دنیا کو چراغاں کرنے اور اپنی روح کی تسکین اور قلب و نظر کی جلا کا سامان کرنے کے لیے یہاں اس کے پروانے جمع تھے ۔ آج اگرچہ جگہ جگہ ہر مدرسہ و مکتب اور ہر مسجد و خانقاہ میں اس کے ذکرِ خیر کی مجلسیں قائم تھیں تاہم مشتاقانِ سماع تھے کہ جوق در جوق چلے آ رہے تھے ۔ یہ بات صحیح ہے کہ لوگوں کو جامعۂ اسلامیہ سے ایک قسم کا قلبی اور روحانی تعلق ہے لیکن آج صرف جامعہ میں ہی نہیں بلکہ ہر محفل میں سامعین کا یہی بے پناہ اجتماع تھا ۔

جلسے کی صدارت حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب ، شیخ الحدیثِ جامعہ اسلامیہ ، کو کرنا تھی ۔ موصوف کو جامعہ سے فراغت کے بعد شہر کی سب سے بڑی مسجد ''الصادق'' میں بھی سیرت پر تقریر فرمانا تھی اس لیے ہمیں بتایا گیا کہ جلسے کی کارروائی ساڑھے نو بجے تک مکمل کر لی جائے تاکہ مولانا صاحب جامع مسجد تشریف لے جا سکیں ۔

تاہم سامعین کے بے پناہ شوق کے پیشِ نظر ہم اپنے جلسے کی تقریبات پونے بارہ بجے شب ختم کر سکے ۔

جلسے کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا ۔ قاری منظور احمد طالب علم جامعہ اسلامیہ نے ''آمن الرسولِ'' سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کیں ۔ اس کے بعد جامعہ کے ایک اور طالبِ علم سید جمیل الرحمٰن نے حالی کے اِس نعتیہ کلام سے حاضرین کو مسرور کیا :

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شِیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مِسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

اس کے بعد جناب قاری منظور احمد صاحب مدرس سیکنڈری اسکول

جامعہ اسلامیہ نے علامہ اقبال کی مثنوی 'اسرار و رموز' سے مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار لحنِ دلفروز میں سنائے :

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰؐ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰؐ است

در شبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

ماند شبہا چشمِ او محرومِ نوم
تا بہ تختِ خسروی خوابید قوم

وقتِ ہیجا تیغِ او آہن گداز
دیدۂ او اشکبار اندر نماز

در جہاں آئینِ نو آغاز کرد
مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد

از کلیدِ دیں درِ دنیا کشاد
ہمچو او بطنِ امِ گیتی نزاد

در نگاہِ او یکے بالا و پست
با غلامِ خویش بریک خوان نشست

روزِ محشر اعتبارِ ماست او
در جہاں ہم پردہ دارِ ماست او

لطف و قہرِ او سراپا رحمتے
آں بیاراں ، ایں باعدا رحمتے

آں کہ بر اعدا درِ رحمت کشاد
مکہ را پیغام لا تثریب داد

مستِ چشمِ ساقیِ بطحاستیم
در جہاں مثلِ مے و میناستیم

امتیازاتِ نسب را پاک سوخت
آتشِ او ایں خس و خاشاک سوخت

چون گلِ صد برگ مارا بو یکیست
اوست جانِ این نظام و او یکیست

سلسلۂ تقاریر میں سب سے پہلے جناب مصطفٰی امام صاحب (مصری) نے سیرت پر عربی میں ایمان افروز تقریر کی ۔ آپ کی تقریر فصاحتِ زبان، جوش و خروش اور متعدد قرآنی آیات کے حوالوں کی بنا پر سامعین کے لیے بڑی جاذبِ توجہ رہی ۔

آپ کے بعد جناب مولانا لطافت الرحمٰن صاحب استاد جامعہ اسلامیہ بہاولپور نے اپنی تقریر کا آغاز حضرت حسّان کے ان اشعار سے فرمایا :

و احسن منک لم تر قط عین — و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأً من کل عیب — کانک قد خلقت کما تشاء

آپ نے بعثت سے قبل ارہاصات اور نبوت کے بعد نبوی اعجازات کا ایک جامع اور عالمانہ تجزیہ پیش کیا جو موقع کے مناسب اور علمی انداز کا حامل تھا ۔

حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی صاحب، نائب شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ بہاولپور نے ''آفتابِ نبوت طلوع سے پہلے'' کے عنوان سے سامعین کو ذکرِ نبیِ امّی سے محظوظ کیا ۔ آپ کا مقالہ اس مجلہ میں شائع کیا جا رہا ہے ۔

آخر میں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب شیخ الحدیث جامعہ بہاولپور نے نہایت حکمت افروز صدارتی تقریر فرمائی ۔ آپ کی تقریر ''ضرورتِ نبوت'' پر تھی ۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن مجید کی ان آیات سے فرمایا :

و لقد خلقنا الانسان من سلٰلة من طین ۔ ثم جعلنٰه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناه خلقاً آخر ۔ فتبارک الله احسن الخالقین ۔

اس آیت کے تحت انسانی عظمت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے حاضرین پر واضح کیا کہ انسانی عظمت کا تقاضا تھا کہ انسانیت کو ایک ایسا معراجِ کمال بھی نصیب ہوتا جو ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کا لقب پاتا ۔ جو ''آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری'' کا مصداق ٹھہرتا ۔ جو انسانی کمال کے حصول کی راہوں پر گامزن اصحابِ عزم و ہمت کے لیے اسوۂ حسنہ پیش کرتا ۔ جو بنی نوع انسان کو کہہ سکتا ''میرے پیچھے چلو گے تو خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے ۔'' جو انسان کو معرفتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی معرفت بھی بخشتا ۔

آپ نے اپنی تقریر کو بسط دیتے ہوئے فرمایا : انسانی فطرت اس امر کی متلاشی تھی کہ :

۱۔ اسے خدا کی ذات و صفات کی معرفت حاصل ہو ۔
۲۔ وہ جستجو میں تھی کہ وہ خود کیا ہے اور اس کے گرد و پیش کی حقیقت کیا ہے ۔
۳۔ اسے خالق اور مخلوق کے ساتھ کس قسم کا رابطہ قائم کرنا چاہیے ۔

در اصل یہی تین سوالات ہیں جن کے روشن جوابات کی روشنی میں انسانی معاشرہ تشکیل پاتا ہے ۔ جن پر تہذیب و تمدن کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں ۔ یہی ہیں جو انسانی فکر اور قوتِ عمل کے لیے اساس کا کام دیتی ہیں ۔

آپ نے نہایت مدلّل انداز میں سامعین کے سامنے واضح فرمایا کہ انسانیت ان سوالوں کا صحیح حل نہ پا کر کیوں کر ناہمواریوں کا شکار ہو گئی ۔ بعثتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے وقت انسانیت اسی گردابِ بلا میں مبتلا تھی اور آج کا انسان بھی نبوی ہدایات و تنویرات کو پسِ پشت ڈال کر گمراہی کی گھٹا ٹوپ وادیوں میں سر ٹکراتا پھر رہا ہے ۔ قول و فعل اور فکر و عمل کے تضادات نے اسے ذہنی طور پر جن پراگندگیوں اور عملی طور پر جن الجھنوں کا شکار بنایا ، اس کی تفصیل

کا یہ موقع نہیں - تاہم یہی وجوہات تھیں کہ وہ اپنے مقصدِ تخلیق کو نہ سمجھ سکا اور حقائقِ کائنات اور ان کی تخلیق کے منشاء کو نہ پا سکا - اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ اپنے اور دوسروں کے متعلق داخلی اور خارجی ہر قسم کی غلطیوں کا مرتکب ہوتا رہا -

اس لیے انسانیت اس کی متلاشی تھی کہ اس کی رہبری ہوتی ، کوئی سراج منیر ہوتا جو اس کی زندگی کے تاریک تر گوشوں کو بقعۂ نور بنا دیتا - اس کی زندگی کی ظلمتیں جگمگا اٹھتیں اور اس کی فکر و عمل کی تاریکیاں روشنیوں سے بدل جاتیں - چنانچہ رحمت خداوندی جوش میں آئی - اس نے :

"ایمان والوں پر احسان فرمایا ، جب ان میں ، انھی میں سے ایک رسول بھیجا ، جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے - ان کے باطن کو خوب مانجھتا ہے - پھر ان میں تعلیم کتاب و حکمت نبوی کے انوار بھر دیتا ہے -"

انوار کے یہ سوتے وہاں پھوٹے جہاں لوگ کفر و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے پھرتے تھے - پھر کیا تھا ، یکایک سویرا ہو گیا - جہالت کی ظلمتوں نے گوشوں میں منہ چھپا لیا - ظلمت کدۂ عالم بقعۂ نور بن گیا - قیصر و کسریٰ کی عظمتیں متزلزل ہوئیں ، لات و منات کی گردنیں جھک گئیں - غیر اللہ کی خدائیاں سرنگوں ہوئیں - نفرتیں اور دشمنیاں ختم ہوئیں - دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام ملا - سماجی ، ثقافتی ، معاشی اور معاشرتی زندگی میں لازوال انقلاب رونما ہوا جس نے عرب و عجم کی کایا پلٹ دی - انسانوں کو محمدی مساوات کا یہ درس ملا کہ "لوگو ! سنو - تمھارا خدا ایک ہے ، تمھارا باپ ایک ہے - عربی کو عجمی پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ، فضیلت عمل اور تقویٰ سے ہے - تم میں سے خدا سے زیادہ ڈرنے والا خدا کے ہاں زیادہ عزت رکھتا ہے -"

اس کے فیضانِ نور سے جو مشرف ہوئے اس نے انھیں خدائی وعدہ سنایا کہ :

"وہ انھیں زمین پر اپنا نائب بنائے گا ۔ بعینہ اسی طرح جیسے اس نے ان سے پہلوں کو اپنا جانشین بنایا ۔"

جب اس کے پیغام کو لے کر دنیا میں ہم نکلے تو شاہی تخت و تاج قدموں میں پامال ہوئے اور :

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

آج ایک بار پھر کفر و الحاد کی ظلمتیں ہم پر حملہ آور ہوئی ہیں ۔ آخر کیوں ؟ اس لیے کہ اس کے دامن سے ہماری وابستگی میں فرق آ گیا ہے ۔ آئیے ہم اس مبارک رات کو پھر اس کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا عزم کریں اور دعا کریں : اے ہمارے مالک ! ہمارے دلوں کو اس کے نور سے منور فرما اور ہمارے عمل کو اس کی سیرت طیبہ کا آئینہ دار بنا تا کہ ہمیں دنیا اور آخرت کی وہ عزتیں نصیب ہوں جو مومن کا نصیبہ ہیں ۔

آمین ثم آمین

اس دعا پر جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ اختتام پزیر ہوا ۔ بچوں میں شیرینی بٹی اور مہمان چائے کے لیے تشریف لے گئے ۔

(ایڈیٹر)

☆ ☆ ☆

منظومات

☆

- نعت
- ولادت پاک

اس کے فیضانِ نور سے جو مشرف ہوئے اس نے ان سے خدائی وعدہ سنایا کہ:

"وہ انہیں زمین پر اپنا نائب بنائے گا۔ بعینہٖ اسی طرح جیسے اس نے ان سے پہلوں کو اپنا جانشین بنایا۔"

جب اس کے پیغام کو لے کر دنیا میں ہم نکلے تو شاہی تخت و تاج قدموں میں پامال ہوئے اور:

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

آج ایک بار پھر کفر و الحاد کی قوتیں ہم پر حملہ آور ہوئی ہیں۔ آخر کیوں؟ اس لیے کہ اس کے دامن سے ہماری وابستگی میں فرق آ گیا ہے۔ آئیے ہم اس مبارک رات کو پھر اس کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا عزم کریں اور دعا کریں: اے ہمارے مالک! ہمارے دلوں کو اس کے نور سے منور فرما اور ہمارے عمل کو اس کی سیرتِ طیبہ کا آئینہ دار بنا تاکہ ہمیں دنیا اور آخرت کی وہ عزتیں نصیب ہوں جو مومن کا نصیبہ ہیں۔

☆

آمین ثم آمین

اس دعا پر جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ بچوں میں شیرینی بٹی اور مہمان چائے کے لیے تشریف لے گئے۔

(ایڈیٹر)

☆ ☆ ☆